

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَأَخْرَجَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. ذَلِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (الجمعة- ۳، ۴، ۵)

وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اُسکی آیتیں پڑھ کر سنا تا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور اس سے پہلے یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور (اسکی بعثت) ان میں سے دوسرے لوگوں کیلئے بھی ہے جو بھی ان سے ملے نہیں ہیں۔ اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے خواب میں مُردہ شخص کی تعبیر اور اُسکی حقیقت

خاکسار نے اپنے ۲۱ ستمبر ۲۰۱۸ء کے خطبہ جمعہ میں محمدی مریم و امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد کے ایک خواب کو پڑھا تھا اور اپنی خداداد فہم و فراست کی روشنی میں اس پر تھوڑا بہت تبصرہ بھی کیا تھا۔ عزیز محمد ناصر اللہ صاحب خاکسار کا خطبہ سننے کے بعد ۲۳ ستمبر ۲۰۱۸ء کو اپنی درج ذیل ای میل میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"khutba jumuh irshaad farmoodha by hazrat abdul ghaffar janba sb, is on air please listen. huzoor referd to one of the Roya or dream of hazrat mirza sb early age when he saw our beloved prophet peace and blessing upon him, where there were a dead man in the door and hazrat mirza sb when gave one qash of the mazkoora fruit to that man he got life before that he was dead. Hzrat abdul ghagffar janba sb said that, dead man is himself who huzoor hazrat mirza sb gave fruit and he got life. but hazrat mirza sb where described that dream he also has done commentary on that, where he says meray dil main dala gaya ke yeah murda islam hey jis ko meray haath pe zindagi mili. now in one dream one dead man and two statements, hazrat mirza sb said that dead man was deen islam which got life by him while hazrat janba sb refered to himself that he was that dead man. if someone or huzoor please explain it in detail to finish this confusion. thank. please read the dream and huzoor note on that."

(سوال کنندہ نے آگے آئینہ کمالات اسلام کا حوالہ لکھا تھا)

سوال کنندہ نے اپنی ای میل میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے خواب کی آئینہ کمالات اسلام میں جو تعبیر فرمائی تھی۔ اُسکے مطابق خواب میں جو مردہ زندہ ہوا تھا وہ مردہ دین اسلام تھا اور اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض اور برکات کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر زندہ ہونا تھا۔ لیکن عبدالغفار جنبہ یعنی خاکسار کہہ رہے ہیں کہ خواب میں جو مردہ تھا وہ عبدالغفار جنبہ یعنی خاکسار تھے۔ سوال کنندہ فرما رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اور عبدالغفار جنبہ کے بیانات میں تضاد ہے۔ اب اُن کا سوال ہے کہ حضرت مرزا

صاحبؑ کے خواب میں جو مردہ زندہ ہوا تھا وہ مردہ دراصل کون تھا اور اسکی حقیقت کیا تھی؟

عزیزم:- آپکے سوال کے جواب میں گزارش ہے کہ خاکسار کے علم کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ نے مذکورہ خواب کو دو دفعہ اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے۔ پہلی دفعہ اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اور دوسری دفعہ اپنی کتاب ”آئینہ کمالات اسلام“ میں عربی میں تحریر فرمایا تھا۔ آپ پہلی دفعہ ۱۸۸۲ء میں اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس خواب کو اردو میں درج فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”اس احقر نے ۱۸۶۳ یا ۱۸۶۵ عیسوی میں یعنی اسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا۔ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی۔ کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا۔ کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر کھلی۔ کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت اقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی۔ کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تر بوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا۔ تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا۔ جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے سے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں۔ اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دی۔ اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ واللہ اعلم ذالک۔“ (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۷۳ تا ۱۷۴ صفحہ ۳ تا ۴)

خاکسار یہاں واضح کرنا چاہتا ہے کہ براہین احمدیہ میں جب حضورؑ نے اپنا یہ خواب لکھا تھا تو آپؑ نے اسکی کوئی تعبیر نہیں فرمائی تھی بلکہ آپؑ نے جس طرح خواب دیکھا اسی طرح لکھ دیا تھا۔ خواب کی تعبیر نہ کرنے کی ایک وجہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ خواب اتنا واضح تھا کہ خواب بین نے الگ سے اس کی تعبیر کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ مثلاً (اولاً) آپؑ لکھتے ہیں کہ ایک مردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے زندہ ہو کر حضورؑ کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے (ثانیاً) جب نیا زندہ ہونے والا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ سے (بذریعہ خواب بین) مذکورہ پھل کی ایک قاش کھاتا ہے تو آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی بلند ہو جاتی ہے۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں

ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگتی ہے کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ (ثالثاً) جب نیاز زندہ ہو نیوالا مردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے مذکورہ پھل کی ایک قاش کھاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی کے بلند ہونے سے ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کے بلند ہونے کا اشارہ ملتا ہے اور دوسرے دین اسلام کی فتح اور اسکے غلبے کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ (رابعاً) حضور نے براہین احمدیہ میں اپنا یہ خواب لکھتے وقت اسے اجمالاً لکھا تھا اور مردہ شخص کی آپ نے کوئی تعبیر بھی نہیں فرمائی تھی۔ اور اسکی وجہ غالباً یہ تھی کہ براہین احمدیہ لکھتے وقت حضور بھی عام مسلمانوں کی طرح حیات مسیح عیسیٰ ابن مریم اور آپ کے زندہ بحسم غضری آسمان سے نزول کے قائل تھے۔ خاکسار اسکی تفصیل آگے چل کر بیان کرے گا۔

حضور نے دوسری دفعہ اپنا یہ خواب اپنی کتاب ”آئینہ کمالات اسلام“ میں عربی میں تفصیل کیساتھ درج فرمایا تھا۔ خاکسار یہاں اس کا ترجمہ مرتب تذکرہ کے الفاظ میں لکھتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

”اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (رویائیں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کیساتھ مل کر اُسکے اندر چلا گیا۔ اور جب میں حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو حضور بہت خوش ہوئے۔ اور آپ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ کا حسن و جمال اور ملاحظت اور آپ کی پُرشفقت و پُر محبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے۔ اور وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا۔ اور آپ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اُس وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ اے احمد تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے۔ جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا۔ حضور یہ میری ایک تصنیف ہے۔ آپ نے پوچھا اس کتاب کا کیا نام ہے۔ تب میں نے حیران ہو کر کتاب کو دوبارہ دیکھا۔ تو اُسے اس کتاب کے مشابہ پایا جو میرے کتب خانہ میں تھی اور جس کا نام قطبی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا نام قطبی ہے۔ فرمایا اپنی یہ کتاب قطبی مجھے دکھا۔ جب حضور نے اُسے لیا تو حضور کا مبارک ہاتھ لگتے ہی وہ ایک لطیف پھل بن گیا۔ جو دیکھنے والوں کیلئے پسندیدہ تھا۔ جب حضور نے اسے چیرا۔ جیسے پھلوں کو چیرتے ہیں تو اس سے بہتے پانی کی طرح مصفاً شہد نکلا۔ اور میں نے شہد کی طراوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ پر انگلیوں سے کہنی تک دیکھی اور شہد حضور کے ہاتھ سے ٹپک رہا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گویا مجھے اس لیے وہ دکھا رہے ہیں تا مجھے تعجب میں ڈالیں۔

پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے پاس ایک مردہ پڑا ہے جس کا زندہ ہونا اللہ تعالیٰ نے اس پھل کے ذریعہ مقدر کیا ہوا ہے اور یہی مقدر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو زندگی عطا کریں۔ میں اسی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ اچانک وہ مردہ زندہ ہو کر دوڑتا ہوا میرے پاس آ گیا اور میرے پیچھے کھڑا ہو گیا مگر اُس میں کچھ کمزوری تھی گویا وہ بھوکا تھا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور اس پھل کے ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا ان میں سے حضور نے خود کھایا اور باقی سب مجھے دے دیئے ان سب ٹکڑوں سے شہد بہہ رہا تھا۔ اور فرمایا۔

اے احمد اس مردہ کو ایک ٹکڑا دے دو تا اسے کھا کر قوت پائے میں نے دیا تو اُس نے حریصوں کی طرح اُسی جگہ ہی اُسے کھانا شروع کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی گرسی اُونچی ہو گئی ہے حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپؐ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ میں آپؐ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور ذوق اور وجد کی وجہ سے میرے آنسو بہ رہے تھے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ اور اس وقت بھی میں کافی رو رہا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔ اور تمہیں کیا پتہ شاید یہ وقت قریب ہو۔ اس لیے تم اسکے منتظر رہو۔ اور اس رو یا میں آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اپنے پاک کلام سے اپنے انوار سے اور اپنے (باغِ قدس کے) پھلوں کے ہدیہ سے میری تربیت فرمائی تھی۔“ (روحانی خزائن جلد ۵ صفحات ۵۲۸، ۵۲۹) اور اس کا ترجمہ (تذکرہ صفحات ۳ تا ۴)

حضورؐ نے آئینہ کمالات اسلام میں اپنے خواب کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ خواب میں مذکورہ مردہ شخص سے مراد دین اسلام تھا جو اب اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے آپکے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔ واضح رہے کہ حضورؐ کے دین اسلام کے زندہ ہونے سے یہاں بجز دین اسلام کے غلبے کے کوئی اور معنی مراد نہیں لیے جاسکتے اور اسکی درج ذیل وجوہات ہیں:-

(۱) پہلی وجہ یا دلیل۔ حضورؐ نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کا دوسرا حصہ عربی میں ۱۸۹۳ء میں لکھا تھا جس میں حضورؐ نے اپنے مذکورہ خواب کی یہ تعبیر فرمائی تھی۔ اس سے پہلے ۱۸۹۰ء میں آپؐ نے ایک رسالہ بعنوان ”فتح اسلام“ لکھا جو کہ اوائل ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس رسالہ میں آپؐ نے لکھا تھا ”مسیح جو آئیوا لاکھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰ حاشیہ) اسی رسالہ کے اگلے صفحہ پر آپؐ لکھتے ہیں ”مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب توڑنے اور خنزیریوں کو قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔“

فتح اسلام اور توضیح مرام کے بعد آپؐ نے ۱۸۹۱ء میں اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ شائع فرمائی۔ اس کتاب میں آپؐ نے نہ صرف قرآن کریم کی تیس آیات کے ذریعہ وفات مسیح عیسیٰ ابن مریم کا اثبات فرمایا بلکہ الہاماً اپنے متعلق یہ بھی فرمادیا کہ ”مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُسکے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُ اللَّهِ مَفْعُولًا۔ اَنْتَ مَعِيَ وَ اَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ۔ اَنْتَ مُصِيبٌ وَ مُعِينٌ لِلْحَقِّ۔“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲) عربی عبارت کا ترجمہ:- اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ تو میرے ساتھ ہے اور تو روشن حق پر قائم ہے۔ تو راہِ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔“

یہ بھی واضح رہے کہ علاوہ اسکے جب آپؐ نے براہین احمدیہ حصہ چہارم ۱۸۸۴ء میں لکھی تھی تو اس وقت آپؐ نے سورہ الصف کی آیت ۱۰ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے متعلق اس طرح فرمایا تھا:-

(۱) ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (الصف-۱۰)۔ یہ

آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“ (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ)

(۲) اسی کتاب میں آگے چل کر آپؑ فرماتے ہیں:۔۔۔ ”عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے۔ اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قیدخانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آیا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کیلئے شدت اور عسف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اُس زمانہ کیلئے بطور ارباص کے واقع ہے یعنی اُس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اُسکے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔“ (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۰۱ تا ۶۰۲ حاشیہ در حاشیہ)

قارئین کرام:۔ حضورؑ کے مذکورہ بالا دونوں اقتباسات سے ظاہر ہے کہ جب آپؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں دوسری دفعہ اپنے مذکورہ خواب کی تعبیر لکھی تھی تو اُس وقت آپکا نہ صرف مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا بلکہ آپؑ کو یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے پیارے نبی ﷺ سے جو تین دفعہ دین اسلام کی فتح اور غلبہ کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ آنحضرت ﷺ کی نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کی پیشگوئی کے مطابق اُمت محمدیہ میں نزول فرمانے والے موعود مسیح کے ہاتھوں تکمیل پائے گا۔ یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ جب حضورؑ نے آئینہ کمالات اسلام میں اپنے مذکورہ خواب کی تعبیر کرتے وقت یہ جو لکھا تھا کہ ”یہ مردہ شخص دین اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ مردہ اسلام کو آنحضرت ﷺ کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔“ یہ لکھتے وقت آپؑ یعنی مدعی مسیح موعود کی دین اسلام کو زندہ کرنے سے مراد ہرگز یہ نہیں تھی کہ آپؑ دین اسلام کو محض تازہ کریں گے یعنی Revive کریں گے بلکہ آپکی دین اسلام کو زندہ کرنے سے مراد یہ تھی کہ دین اسلام کی فتح اور غلبہ کا وعدہ آپکے ذریعہ پورا ہوگا۔

(۲) دوسری وجہ یا دلیل۔ دوسری وجہ یا دلیل یہ ہے کہ آپؑ آئینہ کمالات اسلام لکھتے وقت یہ یقین اور ایمان رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کیساتھ دین اسلام کا ادیان باطلہ پر غلبہ کا جو وعدہ فرمایا تھا۔ یہ وعدہ آپکے ذریعہ ہی پورا ہوگا۔ جیسا کہ آپؑ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔۔۔

(۱) ”دیکھو دیکھو نبوی علوم جو اکثر مخالف قرآن کریم اور غفلت میں ڈالنے والے ہیں کیسے آجکل ایک زور سے ترقی کر رہے ہیں اور زمانہ اپنے

علوم ریاضی اور طبعی اور فلسفہ کی تحقیقاتوں میں کیسی ایک عجیب طور کی تبدیلیاں دکھلا رہا ہے کیا ایسے نازک وقت میں ضرور نہ تھا کہ ایمانی اور عرفانی ترقیات کیلئے بھی دروازہ کھولا جاتا تا شرور محدثہ کی مدافعت کیلئے آسانی پیدا ہو جاتی۔ سو یقیناً سمجھو کہ وہ دروازہ کھولا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے ارادہ کر لیا ہے کہ تا قرآن کریم کے عجائبات مخفیہ اس دنیا کے متکبر فلسفیوں پر ظاہر کرے۔ اب نیم ملاں دشمن اسلام اس ارادہ کو روک نہیں سکتے۔ اگر اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے تو ہلاک کیے جائیں گے اور قہری طمانچہ حضرت قہار کا ایسا لگے گا کہ خاک میں مل جائیں گے۔ ان نادانوں کو حالت موجودہ پر بالکل نظر نہیں۔ چاہتے ہیں کہ قرآن کریم مغلوب اور کمزور اور ضعیف اور حقیر سا نظر آوے لیکن اب وہ (یعنی قرآن۔ ناقل) ایک جنگی بہادر کی طرح نکلے گا۔ ہاں وہ ایک شیر کی طرح میدان میں آئے گا اور دنیا کے تمام فلسفہ کو کھا جائے گا اور لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ كِيْ بِيْشْغُوْنِيْ كُوْپُوْرِيْ كِرْدِيْ كُوْ بِيْشْغُوْنِيْ وَ لِيَمِيْگَنْنَ لَهْمُ دِيْنِهْمُ كُوْ رُوْحَانِيْ طُوْر سِيْ كَمَال تِك پِهِنچائے گا۔“ (روحانی جلد ۳ صفحات ۴۶۶ تا ۴۶۷)

اسی طرح آپ اپنی کتاب تریاق القلوب (تصنيف ۱۸۹۹ء) میں غلبہ اسلام کے حوالہ سے فرماتے ہیں:۔۔

(۲) ”تخمیناً عرصہ بیس برس (اندازاً ۱۸۷۹ء۔ ناقل) کا گزرا ہے کہ مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔ اور مجھ کو اس الہام کے یہ معنی سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔ سو جس قدر اولیاء اور ابدال مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں۔ کسی نے ان میں سے اپنے تئیں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا۔ اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ اس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے۔ لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ہوگی۔“ (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحات ۲۳۱ تا ۲۳۲ - حاشیہ)

حضورؐ نے ”آئینہ کمالات اسلام“ میں اپنے مذکورہ خواب کی تعبیر کرتے وقت یہ جو فرمایا تھا ”تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔“ خاکسار نے اب تک جو دو (۲) وجوہات یا دلائل لکھے ہیں کیا ان سے یہ قطعی طور پر ثابت نہیں ہو گیا کہ دین اسلام کے آپ کے ہاتھ پر زندہ ہونے سے آپ کی یہی مراد تھی کہ دین اسلام آپ کے ذریعہ اور آپ کے زمانے میں ہی اُدیان باطلہ پر فتح اور غلبہ پائے گا؟؟ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضورؐ کے بقول مردہ شخص دین اسلام تھا اور اسکا بالفعل آپ کے ذریعہ ہی زندہ ہونا (یعنی اسکا فتح اور اُدیان باطلہ پر غلبہ پانا) مقدر تھا۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ دین اسلام نہ صرف حضورؐ کی زندگی میں بلکہ آپ کے بعد آج تک بھی نہ فتح پاسکا ہے اور نہ ہی اُدیان باطلہ پر غلبہ پاسکا ہے۔

قارئین کرام:- حضورؐ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہوئے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آج تک آپ کی جماعت کی قیادت آپ کی اولاد کے ہاتھوں

میں ہی رہی ہے۔ لیکن دین اسلام کا اَدیان باطلہ پر فتح پانا تو درکنار آج دین اسلام کی اَدیان باطلہ کے بالمقابل بے بسی اور بے کسی کی جو حالت ہے اس سے پہلے شاید ہی کبھی ایسی حالت ہوئی ہو۔ قریباً ایک صدی قبل ۱۸۷۹ء میں موعود دجال کے خروج سے پہلے مولانا الطاف حسین حالی صاحب دین اسلام کی غربت اور بے کسی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-

☆ نہ ثروت رہی انکی قائم نہ عزت گئے چھوڑ ساتھ ان کا اقبال و دولت
 ہوئے علم و فن ان سے ایک ایک رخصت مٹیں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت
 رہا دین باقی نہ اسلام باقی اک اسلام کا رہ گیا نام باقی
 ☆ پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر جہاں خاک اُڑتی ہے ہر سو برابر
 نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر
 نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل

واضح ہو کہ یہ ایک صدی قبل دجال موعود کے خروج سے پہلے دین اسلام کی حالت تھی۔ آج نائن ایون کے بعد بلکہ اس سے بھی پہلے یعنی ۱۹۸۹ء میں رشین فال (Russian fall) کے بعد سے آنحضرت ﷺ کے فرمودہ کے مطابق دجال موعود غصہ کیساتھ نکلا ہوا ہے اور اپنے حواریوں کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں اور اسلامی ممالک کو تہس نہس کرتا پھر رہا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی رحلت کے ایک سو دس سال کے بعد بھی آج پورا عالم اسلام دجال کے مقابلہ میں شکست خوردہ نظر آ رہا ہے اور دجال اور اُسکے حواریوں نے یا دوسرے الفاظ میں **علی بابا اور چالیس چوروں** نے دین اسلام کو ایک دہشت گرد مذہب اور مسلمانوں کو ایک دہشت گرد قوم قرار دیا ہوا ہے۔ یہ تو دین اسلام اور عالم اسلام کا آج حال ہے۔ جس امام مہدی اور مسیح موعود کے ذریعہ دین اسلام نے زندہ ہونا تھا یعنی فتح اور اَدیان باطلہ پر غلبہ پانا تھا اُسکی اپنی جماعت احمدیہ کا آج کیا حال ہے؟ یہ نہ صرف ایک قبرستان بنادی گئی ہے بلکہ غیر مسلم ہو کر دائرہ اسلام سے باہر بھی بیٹھی ہوئی ہے۔ اور یہ ظلم جو ہم احمدیوں پر ہوا ہے۔ اسکی ذمہ دار بھی حضرت مرزا صاحب کی اپنی جسمانی اولاد ہے۔ یعنی ہم احمدی حضور کی اولاد کی کرتوتوں کی وجہ سے غیر مسلم ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسکی وجوہات بہت ساری ہیں لیکن خاکسار اپنے موضوع کی مناسبت سے یہاں عقائد میں انحراف کے حوالہ سے صرف دو وجوہات کا ذکر کرتا ہے جو کہ ہم مظلوم احمدیوں کے غیر مسلم ہونے کی وجہ بنی ہیں:-

[1] **بانئے جماعت کے عقائد سے انحراف:-** حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ کے منکر کے متعلق فرماتے ہیں:-

(۱) ”ہم کسی کلمہ کو اسلام سے خارج نہیں کہتے۔ جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائے۔“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۳۵)

(۲) ”جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے۔ لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے اسے کافر نہ سمجھیں تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۳۶)

جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اپنے محترم والد **حضرت مرزا صاحب کے عقائد سے انحراف کرتے ہوئے** دسمبر ۱۹۲۱ء میں اپنی

کتاب آئینہ صداقت میں لکھتے ہیں:-

(۱) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔“ (انوار العلوم جلد ۶ صفحہ ۱۱۰)

(۲) جناب مرزا بشیر احمد صاحب (عرف قمر الانبیاء) اپنے محترم والد حضرت مرزا صاحب کے عقائد سے انحراف کرتے ہوئے اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں لکھتے ہیں:- ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۰)

☆☆☆ یہ تو حضرت بائعہ جماعت کے عقائد سے انحراف کی مثالیں تھیں۔ اب آتے ہیں حضرت بائعہ جماعت کی تعلیم سے انحراف کی طرف کہ اس سے آپ کی جسمانی اولاد نے کس طرح انحراف کیا ہے؟؟؟

[2] حضرت مرزا صاحب کی تعلیم سے انحراف:- حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت احمدیہ کو ایک روحانی اور ایک مذہبی جماعت کے طور پر قائم فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا تھا کہ ہمارا اور ہماری جماعت کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ حکومت جو ہمیں انصاف، رواداری اور مذہبی آزادی فراہم کرے۔ وہ حکومت خواہ کسی کی بھی ہو ہم نے اسکی اطاعت کرنی ہے۔ آپ نے اپنے پیروکاروں کو سختی کیساتھ ملکی سیاست میں حصہ لینے سے بھی منع فرمایا تھا۔ مثلاً۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تعلیم کے حوالہ سے رُوگردانی کرنے پر اپنے پوتے مرزا عزیز احمد صاحب کا بھی لحاظ نہیں کیا تھا۔ اور اساتذہ کے خلاف ہڑتال میں اپنے ساتھی طلباء کا ساتھ دینے پر آپ نے اُسے اپنی جماعت احمدیہ سے خارج کر دیا تھا۔ مولانا مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار البر مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو اخبار کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں:-

طلباء کی سٹرائیک:- ”علی گڑھ کالج کے طالب علم مولوی غلام محمد صاحب نے وہاں کے طلباء کی سٹرائیک اور اپنے اُستادوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جماعت (فرقہ احمدیہ) کا کوئی لڑکا اس سٹرائیک میں شامل نہیں ہوا۔ میاں محمد دین۔ عبدالغفار خاں وغیرہ سب علیحدہ رہے لیکن عزیز احمد ان طلباء کیساتھ شریک رہا اور باوجود ہمارے سمجھانے کے باز نہ آیا اور چونکہ بعض اخباروں میں اس قسم کے مضمون نکلے تھے کہ مسیح موعود کا پوتا علی گڑھ میں ہے اس وجہ سے عام طور پر عزیز احمد کا رشتہ حضور کیساتھ سب کو معلوم ہونے کے سبب وہاں کے اراکین نے اس امر پر تعجب ظاہر کیا کہ عزیز احمد اس مفسدہ میں ایسا حصہ لیتا ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:-

عزیز احمد نے اپنے اُستادوں اور افسروں کی مخالفت میں مفسد طلباء کیساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور مشورہ کے بالکل مخالف ہے لہذا وہ اس دن سے وہ اس بغاوت میں شریک ہے ہماری جماعت سے علیحدہ اور ہماری بیعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ ہم ان لڑکوں پر خوش ہیں جنہوں نے اس موقع پر ہماری تعلیم پر عمل کیا۔ بہت سے لوگ بیعت میں آکر داخل ہو جاتے لیکن جب وہ شرائط بیعت

پر عمل نہیں کرتے تو خود بخود اس سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہی حال عزیز احمد کا تھا۔ اس میں خصوصیت نہ تھی اور یہ امر کہ ہمارا وہ پوتا ہے اس وجہ سے وہ ہمارا رشتہ دار ہے سو واضح ہو کہ ہم ایسے رشتوں کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ ہمارے رشتے سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں۔ عزیز احمد کا باپ خود ہم سے برگشتہ ہے اور ہم اس کو اپنا بیٹا نہیں سمجھتے تو پھر عزیز احمد کا پوتا ہونا کیسا؟ عزیزم احمد کو چاہیے تھا کہ اس معاملہ میں اول ہم سے مشورہ کرتا یا اس مثال کو دیکھتا جو پہلے میڈیکل کالج لاہور میں قائم ہو چکی تھی۔ کہ جب طلباء نے لاہور میں اپنے پروفیسروں کی مخالفت میں سٹرائیک کیا تھا تو جوڑ کے اس جماعت میں شامل تھے ان کو میں نے حکم دیا تھا کہ وہ اس مخالفت میں شامل نہ ہوں اور اپنے استادوں سے معافی مانگ کر فوراً کالج میں داخل ہو جاویں۔ چنانچہ انہوں نے میرے حکم کی فرمانبرداری کی اور اپنے کالج میں داخل ہو کر ایک ایسی نیک مثال قائم کی کہ دوسرے طلباء بھی فوراً داخل ہو گئے۔ عزیز احمد کو اس واقعہ کی خبر ہوگی کیونکہ اخبار میں چھپ چکا تھا۔ اور اگر خبر نہ ہوتی تو اسکے واسطے ضروری تھا کہ اول مجھ سے مشورہ کرتا یا اپنے ساتھیوں کے مشورہ پر چلتا۔ اس کا علی گڑھ میں جانا بھی اسکے باپ کے مشورہ اور حکم سے تھا نہ کہ ہمارا اس میں کوئی حکم تھا۔ ایسا ہی مخالفت استادان میں شمولیت ہمارے کسی تعلق کی وجہ سے نہیں اور اسی وجہ سے اس کو خارج از بیعت کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ اپنے فعل سے توبہ کر کے اپنے استادوں سے معافی نہ مانگے۔ ہاں دوسرے طلباء مولوی غلام محمد صاحب وغیرہ نے علی گڑھ جانے سے پہلے ہم سے مشورہ لیا تھا اور ہم نے یہی مشورہ دیا تھا کہ وہاں کے لڑکوں کی صحبت سے بچتے رہیں اور کسی بدی میں شامل نہ ہوں تو ہرج نہیں کہ وہاں جائیں۔ انسان ضرورتاً پاخانہ میں بھی جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نجاست سے بجائے رکھتا ہے۔ عاجز کو مخاطب کر کے حضور نے فرمایا کہ:۔ ان باتوں کو عام اطلاع کے واسطے اخبار میں شائع کر دیں۔‘ (ملفوظات جلد ۵ صفحات ۱۷۲ تا ۱۷۴)

(۲) ۱۹۷۱ء کے الیکشن میں جماعت احمدیہ ربوہ کا نئے جماعت کی تعلیم کے برخلاف باضابطہ طور پر ملکی سیاست میں کودنا:-

قارئین کرام جانتے ہیں کہ طویل عرصہ تک ہندوستان پر مسلمان حکمرانوں کی حکومت رہی تھی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مغل بادشاہوں کی اپنی سیاسی غلطیوں کے بعد ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ اگرچہ انگریزوں کے مذہبی عقائد غلط تھے لیکن انہوں نے اپنی حکومت میں اپنی رعایا کو آزادی ضمیر کا حق دے رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی رعایا کے مذہبی عقائد میں کبھی دخل نہیں دیا کرتے تھے اور سب سے بڑھ کر کہ عدل جس کا اللہ تعالیٰ (المائدہ-۹) ہم مسلمانوں کو حکم دیتا ہے انگریز حکمران اس قرآنی حکم پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ اپنی رعایا کیساتھ انصاف کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے اپنے مرسل امام مہدی و مسیح موعود کو ہندوستان میں پیدا کیا اور مامور فرمایا۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحب عیسائیوں کے خدا پرشید تنقید کیا کرتے تھے لیکن حکومت نے آزادی ضمیر کے تحت عدل و انصاف کا مظاہر کرتے ہوئے کبھی بھی حضرت مرزا صاحب کیساتھ کسی قسم کا ناروا سلوک نہیں کیا تھا۔ مجھے بڑے دکھ اور افسوس کیساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ آج احمدیوں کو حضرت مرزا صاحب کی جماعت میں آپکی اولاد کے ہاتھوں یہ دونوں بنیادی حقوق (آزادی ضمیر اور عدل و انصاف) میسر نہیں ہیں۔ بلائے دمشق کے یہ کھڑ پیچ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر (۵ دسمبر ۱۹۸۶ء) آزادی ضمیر کیلئے دھواں دھار تقریریں تو

کرتے ہیں لیکن قرآن کریم کی تعلیم (البقرہ۔ ۲۵۷) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ بنیادی انسانی حق کسی احمدی کو دینے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؒ کی جماعت میں آپکی اولاد نے احمدیوں سے یہ بنیادی حقوق چھین کر انہیں بے زبان اور کیڑے کوڑے بنا دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؒ کی وفات کے بعد بھی جب تک ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت رہی آپکی جماعت آزادی ضمیر اور عدل و انصاف کے ان بنیادی حقوق سے استفادہ کرتی رہی۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد برصغیر میں سیاسی آزادی کیلئے ہندوؤں اور مسلمانوں نے اپنی باہمی کوششوں کو تیز کر دیا تھا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے محمد علی جناح صاحب کی قیادت میں آزادی کی جنگ لڑی اور کامیابی کیساتھ مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ مملکت پاکستان حاصل کر لی۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحبؒ کی تعلیم کے مطابق تو جماعت احمدیہ کی قیادت اور افراد جماعت کو ملکی سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے تھا لیکن تقسیم ہند سے پہلے بائے جماعت کی تعلیم کو پس پشت ڈالتے ہوئے جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی قیادت میں جماعت احمدیہ قادیان نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ تحریک پاکستان کے دوران ۱۹۳۱ اور ۱۹۳۲ میں جناب محمد ظفر اللہ خاں صاحب ال انڈیا مسلم لیگ کے صدر بھی رہے تھے۔ حضرت مرزا صاحبؒ کی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اصولی طور پر تو جماعت احمدیہ کو تحریک پاکستان کے دوران بھی کسی قسم کی سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے تھا لیکن اگر حالات کی مناسبت سے اور جماعت احمدیہ کے وسیع تر مفاد کی خاطر تحریک پاکستان میں حصہ لے بھی لیا تھا تو دوران پیشی اور حکمت کا تقاضا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد جماعت احمدیہ ہمیشہ سیاست سے دور رہتی۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ پاکستان ایک جمہوری ملک تھا اور احمدیت کے مخالف فریقے کسی وقت بھی اکٹھے ہو کر جمہوری رنگ میں جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد بھی جماعت احمدیہ نہ صرف ملکی سیاست میں حصہ لیتی رہی بلکہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ مقرر ہوئے تھے۔ یہ درست ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح صاحب نے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو آپکی لیاقت کی بنا پر وزیر خارجہ بنا دیا تھا۔ لیکن ہمیں اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے تھا کہ اگرچہ قائد اعظم ایک اصول پسند اور انصاف پرور قائد تھے لیکن وہ بشر ہوتے ہوئے ہمیشہ زندہ تو نہیں رہ سکتے تھے۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم کی وفات اور چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا آپکی نماز جنازہ نہ پڑھنے کیساتھ ہی جماعت احمدیہ کیلئے ایک بڑا ابتلاء پیدا ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے نماز جنازہ کے حوالہ سے چوہدری صاحب نے جو کچھ بھی کیا تھا وہ اپنے امام جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی راہنمائی میں کیا ہوگا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی طرح قائد اعظم ایسے فراخ دل اور روادار انسان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا بھی ایک دوسری بڑی مذہبی اور سیاسی غلطی تھی جو بعد ازاں جماعت احمدیہ کیلئے شدید مذہبی اور سیاسی نقصان کا موجب بنی۔

۱۹۵۳ء کی احمدیہ مخالف تحریک: ۲۱ جنوری ۱۹۵۳ء کو احمدی مخالف علماء کے ایک وفد نے پاکستان کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین صاحب کے آگے تین مطالبات رکھے کہ انہیں فوری طور پر منظور کیا جائے۔ یہ تین مطالبات اس طرح تھے۔ (۱) چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو وزارت خارجہ سے برطرف کرنا۔ (۲) احمدیوں کو اعلیٰ عہدوں سے برطرف کرنا۔ (۳) احمدیوں کے غیر مسلم ہونے کا اعلان کرنا

حکومت نے ان تینوں مطالبات کو ناجائز قرار دے کر رد کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں لاہور شہر اور اسکے گرد و نواح میں احمدیوں کے خلاف فسادات شروع ہو گئے۔ حکومت نے ان فسادات پر قابو پانے کیلئے ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو لاہور میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔ ۱۴ مئی ۱۹۵۳ء کو یہ مارشل لاء اٹھایا گیا۔ ان فسادات کے دوران بعض روایتوں کے مطابق ۲۰۰ سے لے کر ۲۰۰۰ ہزار تک لوگ شہید ہوئے تھے اور بعض روایتوں کے مطابق ۲۰۰ سے لے کر ۱۰۰۰۰ ہزار تک لوگ شہید ہوئے تھے۔ ظاہر ہے شہداء میں ۹۹ فیصدی احمدی ہی تھے۔ مارشل لاء حکام نے مولانا مودودی اور مولانا عبدالستار نیازی کو سزائے موت سنائی جو کہ بعد ازاں ختم کر دی گئی۔ **ان فسادات کے دوران مرزا شریف احمد صاحب اور مرزا ناصر احمد صاحب دونوں کو یکم اپریل سے ۲۸ مئی ۱۹۵۳ء تک لاہور میں قید میں رہنا پڑا۔** ان فسادات کے دوران میرے مرحوم والد چوہدری شیر محمد جنبہ صاحب بھی ڈاور میں مخالفت کی وجہ سے اپنے ڈھور ڈنگر لے کر ربوہ میں اپنے مکان میں آ بسے تھے۔ مذہبی اقتدار کے نشے میں غلطیاں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے کیں اور انکی سزا پاکستان میں جگہ جگہ پر غریب احمدی گھنٹے پھرے۔ ۱۹۵۳ء کے احمدیہ مخالف فسادات احمدی اشرافیہ اور احمدیہ قیادت کیلئے ایک لمحہ فکریہ بلکہ ایک تنبیہ تھی کہ وہ پاکستان میں ہمیشہ ملکی سیاست سے دور رہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ قادیان کی ناعاقبت اندیشی دیکھئے کہ انہوں نے ۱۹۵۳ء کے احمدیہ فسادات سے نصیحت حاصل کرنے یا سبق سیکھنے کی بجائے دسمبر ۱۹۷۰ء میں باضابطہ طور پر الیکشن میں حصہ لے کر پاکستان کی سیاست میں بھرپور حصہ لیا۔ جس کے نتیجے میں ہم احمدیوں کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا اپنے غیر مسلم ہونے کا ایک منحوس اور تکلیف دہ دن دیکھنا پڑا۔ حضرت بائے جماعت اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:-

”ہمارا تجربہ بتلاتا ہے کہ گورنمنٹ کو مذہب سے تعلق ہی کوئی نہیں۔ دیکھو ہم نے عیسائیوں کے خلاف کتنی کتابیں لکھی ہیں اور کس طرح کے زور سے ان کے عقائد باطلہ کا رد کیا ہے مگر گورنمنٹ میں یہ بڑی بھاری خوبی ہے کہ کوئی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا گیا۔ **اصل وجہ اپنی ہی کمزوری ہوتی ہے ورنہ گورنمنٹ دین کے معاملات میں کبھی بھی دست اندازی نہیں کرتی۔**“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۵۷۵)

حضرت بائے سلسلہ احمدیہ کے مذکورہ بالا ارشاد کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو یہ بات بالکل درست نظر آتی ہے کہ گورنمنٹ واقعی دین کے معاملات میں (خواہ مخواہ) دخل نہیں دیا کرتی۔ مگر کیا وجہ ہے کہ ہمارے معاملہ میں ایسا ہوا اور ہمیں پاکستان کی قومی اسمبلی کے ذریعہ غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے خلاف فیصلے کی وجہ کیا ہماری اپنی نیتوں میں کوئی فتور تو نہیں تھا اور کیا ہم اسلام کے پردے میں کہیں **اسلام آباد** پر قابض ہونے کے خواب تو نہیں دیکھ رہے تھے؟

۱۹۷۰ء کے الیکشن اور پھر ریلوے سٹیشن پر کی گئی لاء حاصل اور بے مقصد مہم جوئی کے نتیجے میں نہ صرف ہمیں منہ کی کھانی پڑی بلکہ **قصر خلافت** کی محفوظ (اور وسیع و عریض) حدود سے باہر رہنے (اور بسنے) والے عام احمدیوں پر عرصہ حیات بھی تنگ ہو گیا۔ اس ساری صورتحال کا ایک تکلیف دہ پہلو یوں بھی سامنے آیا کہ پاکستان کے ہر شعبہ حیات سے ہمارے جو ہر قابل کو (”اچھوت“ سمجھ کر) بے دخل کیا جانے لگا۔ اور یہ کیفیت آج تک جاری و ساری ہے۔ ہم پر سب دروازے بند ہیں۔ اور یہ بندش (بالآخر) ہماری دائمی ہجرتوں میں بدل گئی۔۔۔

ورنہ یہ وہی ملک اور وہی گورنمنٹ تھی جس میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بطور سائنسی مشیر کے کام کرتے رہے، ایئر مارشل ظفر چوہدری کے پاس پاک فضائیہ کی کمان تھی۔ مرزا طاہر احمد بطور نفس ناطقہ کے مشہور تھے تو ایک عام احمدی کو بھی پاکستان کے دیگر رائے دہندگان کی طرح ووٹ دینے کا مکمل حق حاصل تھا جو اُس کی سماجی حیثیت کو اُجاگر کرتا تھا وغیرہ۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود ہمارا اپنا ہی **مرض** بڑھتا چلا گیا اور **ہماری اپنی کمزوری ہی** لا اعلان ہوتی چلی گئی۔ ہماری اسی کمزوری کا اظہار بھٹو مرحوم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں یوں بیان کیا تھا:-

”یہ (احمدی۔ ناقل) لوگ چاہتے تھے کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری ہر پالیسی انکی مرضی کے مطابق چلے۔“ (بھٹو کے آخری ۳۳ دن / مصنف کرنل رفیع الدین، صفحہ ۶۷)

تو یہ حالات ہیں اُس برگزیدہ انسان کی اپنی جماعت کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے غلبہ اسلام کیلئے مامور فرمایا تھا۔ باقی اُمت کا کیا حال ہے تو آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دجال اور غیر مذہب والے تو الگ رہے اکثر مسلمان ممالک اور انکے فرقے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار اور باہم دست و گریباں ہیں۔ نہ انکی سیاست میں موافقت اور نہ ہی انکی معیشت اور مذہبی اعتقادات میں موافقت۔ عالمی سیاست میں بھی آج عالم اسلام ایک تھرڈ ورلڈ (Third world) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عالم اسلام کی سیاسی تنظیم او آئی سی (OIC) بھی ایک مردہ اور ایک کاغذی تنظیم ہے۔ مسلمان ایک ارب ۸۰ کروڑ ہوتے ہوئے دنیا کی کل آبادی کا ۲۴ فیصدی بنتے ہیں لیکن دنیا کی چوتھائی آبادی والے عالم اسلام کو اجتماعی طور پر اقوام متحدہ میں ویٹو پاور کا حق بھی نہیں دیا گیا۔ حالانکہ عالم اسلام کے برخلاف برطانیہ اور فرانس جیسے چھوٹے ممالک کے پاس بھی ویٹو پاور ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ اس وقت مسلمان سیاسی اور مذہبی طور پر بالکل مردہ ہیں اور یہ قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ حضورؐ نے اپنے خواب میں مردہ شخص کی جو تعبیر دین اسلام فرمائی تھی اور اسکے اپنے زمانے میں اور آپکے ذریعہ زندہ ہونے کی جو پیشگوئی فرمائی گئی تھی وہ درست ثابت نہ ہوئی۔ جیسا کہ فارسی کا محاورہ ہے کہ ”مسلمان درگور و مسلمان در کتاب“۔ مسلمان مر گئے اور اسلام کتابوں میں رہ گیا۔ یہی حال آج دین اسلام اور عالم اسلام کا ہے۔ بات تھوڑا دور نکل گئی ہے۔ اصل موضوع اور بنیادی سوال کی طرف آتے ہیں کہ حضورؐ کے خواب میں دراصل وہ مردہ شخص کون تھا اور اسکی کیا حقیقت تھی؟؟

اب واضح رہے کہ خاکسار اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کی روشنی میں حضورؐ کے خواب میں مردہ شخص کے متعلق بتانا چاہتا ہے کہ یہ دین اسلام کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اُمت محمدیہ میں نزول فرمانے والا محمدی موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم یا محمدی مریم حضرت مرزا صاحبؒ کو بشارت دیا گیا موعودز کی غلام تھا اور چونکہ خاکسار موعود محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم اور موعودز کی غلام مسیح الزماں ہونے کا مدعی ہے لہذا تبھی خاکسار نے ۲۱ ستمبر ۲۰۱۸ء کے خطبہ جمعہ میں یہ کہا تھا کہ محمدی مریم حضرت مرزا صاحبؒ کے خواب میں مردہ شخص خاکسار تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خاکسار کے اس دعویٰ کا ثبوت کیا ہے؟ جواباً گزارش ہے کہ اسکی چند وجوہات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:-

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کیلئے پیشگوئی کے طور پر فرمایا ہوا ہے کہ ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرَفُوًّا عَاقَالَ لَنْ يَهْلِكَ أُمَّةٌ أَكْفَىٰ أَوْلِيَّهَا وَعَيْسَىٰ بِنُ مَرِيَمَ فِي آخِرِهَا وَالْبِهْدِي وَسِطَهَا.“ (کنز العمال ۲/ ۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/ ۱۰۴)

بحوالہ حدیقتہ الصالحین صفحہ ۴۰۲) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ کے مذکورہ بالا فرمودہ کے مطابق امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریم دو الگ الگ وجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے فرمودہ کے مطابق اُمت کے وسط میں امام مہدی کا ظہور ہوگا اور عیسیٰ ابن مریم کا نزول آخر پر ہوگا۔ حضورؐ کے مذکورہ خواب میں بھی آنحضرت ﷺ کی برکت سے مُردہ زندہ ہو کر حضرت مرزا صاحبؒ کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے نہ کہ آپ کے پہلو میں یا کسی اور پوزیشن پر۔ علاوہ اسکے اگرچہ حضورؐ کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق آپ کا اصل اور بنیادی دعویٰ امام مہدی ہونے کا تھا۔ آپ عیسیٰ ابن مریم بھی تھے لیکن اسی طرح جس طرح آپ آدم، موسیٰ اور ابراہیم وغیرہ بھی تھے۔ جیسا کہ آپ ایک شعر میں فرماتے ہیں:۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

(۱) اسی طرح براہین احمدیہ میں درج آپ کے ایک الہام میں اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔ ”جَرِيْتُ اللّٰهَ فِي حَلَلِ الْاَنْبِيَاءِ“
 “جری اللہ (پیامبر اللہ) نبیوں کے لباس میں۔ (تذکرہ صفحہ، ۶۳۔ براہین احمدیہ صفحہ ۶۰۱ حاشیہ در حاشیہ)

(۲) امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد حقیقتہ الوحی میں فرماتے ہیں:۔۔۔ ”اس وحی الہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحق ہوں میں اسمعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔“ (حقیقتہ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۶ حاشیہ)

مذکورہ بالا اقتباسات درج کرنے کا میرا مطلب لوگوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ اگرچہ آپ کا دعویٰ مسیح عیسیٰ ابن مریم ہونے کا بھی تھا لیکن آپ ایسے ہی عیسیٰ ابن مریم تھے جیسا کہ آپ آدم، موسیٰ اور ابراہیم وغیرہ تھے۔ قرآن کریم کی سورہ جمعہ کی آیت ۴ اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا اول اور بزرگ دعویٰ امام مہدی یعنی مثیل مصطفیٰ ﷺ ہونے کا تھا۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ اپنی اُمت کے آگے امام مہدی کی پیشگوئی اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

”عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: اِنَّ لِمَهْدِيٍّ اَيَّتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ كَلَمَةِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ تَنْكَسِفُ الْقَمَرَ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ.“ (سنن دارقطنی کتاب العیدین باب صفة صلوة الخسوف والكسوف) ترجمہ۔ حضرت امام محمد باقر (حضرت امام علی زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت امام حسینؑ کے پوتے) روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی سچائی کیلئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو اسکے گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ (یعنی ۱۳) کو گرہن ہوگا اور سورج کو اس

کے گرهن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ (یعنی ۲۸) کو گرهن ہوگا اور جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، ان دونوں کو اس سے پہلے بطور نشان کبھی اس طرح گرهن نہیں ہوا۔

حضرت مرزا غلام احمدؒ نے امام مہدی معہود ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں کیا تھا۔ آپ کے دعویٰ کے تین سال بعد یعنی مارچ اور اپریل ۱۸۹۴ء میں امام مہدی معہود کی سچائی سے متعلقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ متذکرہ بالا خسوف و کسوف کا نشان آسمان پر ظاہر ہو گیا۔ یہ ایک ایسا زبردست نشان تھا جسے کوئی بھی جھوٹا مدعی مہدویت اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کیلئے آسمان پر ظاہر نہیں کر سکتا تھا؟ جیسا کہ آپ اپنی کتاب ”تحفہ گولڑویہ“ میں فرماتے ہیں:-

”ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کیلئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ بادشاہوں کو بھی جن کو مہدی بننے کا شوق تھا یہ طاقت نہ ہوئی کہ کسی حیلہ سے اپنے لیے رمضان کے مہینہ میں خسوف و کسوف کرا لیتے۔ بیشک وہ لوگ کروڑ ہا روپیہ دینے کو تیار تھے اگر کسی کی طاقت میں بجز خدا تعالیٰ کے ہوتا کہ اُنکے دعوے کے آیام میں رمضان میں خسوف کسوف کر دیتا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کیلئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اُس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فهل انتم مؤمنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فهل انتم مسلمون۔ یعنی اُن کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت سی گواہیاں ہیں اور ایک سو سے زیادہ وہ پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ مگر اس الہام میں اس پیشگوئی کا ذکر محض تخصیص کیلئے ہے۔ یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ خدا میں کھڑے ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میرے تصدیق کیلئے ہے نہ کسی ایسے شخص کی تکذیب کیلئے جس کی ابھی تکذیب نہیں ہوئی اور جس پر یہ شور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق نہیں پڑا۔ اور ایسا ہی میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اس نشان سے صدی کی تعیین ہو گئی ہے۔ کیونکہ جبکہ یہ نشان چودھویں صدی میں ایک شخص کی تصدیق کیلئے ظہور میں آیا تو متعین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ظہور کیلئے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی۔ کیونکہ جس صدی کے سر یہ پیشگوئی پوری ہوئی وہی صدی مہدی کے ظہور کیلئے ماننی پڑی تا دعویٰ اور دلیل میں بعد پیدا نہ ہو۔“ (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۴۲، ۱۴۴)

ماہ رمضان میں موعود خسوف و کسوف کا نشان ظاہر ہونے کے بعد جب چودھویں صدی ہجری امام مہدی کی صدی ثابت ہو گئی تو اس سے یہ بھی پتہ مل جاتا ہے کہ آئندہ صدی ہجری کے سر پر پندرہویں صدی ہجری کا مجدد بطور محمدی موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم نزول فرمائے گا۔

(2) محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؒ قادیان کے آریوں کی درخواست کے جواب میں نشان نمائی کیلئے جنوری ۱۸۸۶ء میں بغرض چلے

ہوشیار پور تشریف لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس چلہ میں حضور کی دعائیں اور تضرعات کو سُن کر آپ کو ایک نشانِ رحمت کی بشارت بخشی جس کو اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کیلئے جو اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں اور جو پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ہیں اُن سب کیلئے ایک نشان ہوگا اور وہ بطور خاص حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی عظمت اور شان کو بلند اور دو بالا کر نیوالا ہوگا۔ جیسا کہ چلہ کے اختتام پر حضرت مرزا غلام احمد اپنے اشتہار دربارہ الہامی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں فرماتے ہیں:-

پہلی پیشگوئی بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزوجل خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عزا سمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ۔۔۔ ”میں تجھے ایک **رحمت کا نشان** دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور **فتح اور ظفر کی کلید** تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجے سے نجات پائیں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ **ایک وجیہہ اور پاک لڑکا** تجھے دیا جائے گا۔ **ایک زکی غلام** (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنعمو ائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُسکے ساتھ فضل ہے۔ جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے **مسیحی نفس** اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ **کلمۃ اللہ** ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اُسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) **دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلہند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللَّهَ نَزَلَ مِنْ السَّمَاءِ۔** جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور **سیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔** اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ **وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔**“ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحات ۱۰۰ تا ۱۰۲)

خاکسار یہاں الہامی پیشگوئی کے بعض الہامی فقرات کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ محمدی مریم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:-
 (۱) ”سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔“
 اللہ تعالیٰ اُس موعود پر کسی ایسے راز کا انکشاف کرے گا یا اُسے کوئی ایسا نظریہ یا کلیہ بخشے گا جو تمام علمی اور مذہبی فتوحات کا مجموعہ یا چابی بنے گا۔ تبھی اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے الہامی کلام میں فتح اور ظفر کی کلید قرار دیا ہے یعنی فتح اور ظفر کی چابی۔ ۱۸ فروری ۱۹۰۷ء کو اللہ تعالیٰ اسی حق اور اعلیٰ کے مظہر کے متعلق اس طرح فرماتا ہے:-۔۔۔ (۱) ”كُلُّ الْفَتْحِ بَعْدَهُ (۲) مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللَّهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ یعنی ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہوگا اور اُس وقت حق ظاہر ہو جائے گا اور حق کا غلبہ ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترے گا۔“ (تذکرہ صفحہ ۵۸۸)

(۲) اللہ تعالیٰ اُس موعود کے متعلق فرماتا ہے:- ”ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔“
 رُوح کے لغوی معنی ہیں جان، زندگی اور وحی وغیرہ کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُس میں رُوح ڈال کر نہ صرف اُسے زندہ کروں گا بلکہ اُسکی حفاظت بھی فرماؤں گا۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۸۶ میں اللہ تعالیٰ رُوح کے متعلق فرماتا ہے:-
 (الف) وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (بنی اسرائیل-۸۶) اور تجھ سے رُوح کی بابت سوال کرتے ہیں۔ کہہ دے کہ رُوح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں (اسکے حوالہ سے) بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔

(ب) اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (الزمر-۴۳) اللہ رُوحوں کو انفاس کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جو مری نہیں ہوتیں انکی نیند کی حالت میں۔ پس جس کیلئے موت کا فیصلہ ہو جاتا ہے اُسے روک رکھتا ہے اور دوسری کو ایک معیاد مقررہ کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے بہت سارے نشانات ہیں۔

(ج) إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ (النساء-۱۷۲) یقیناً مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا صرف (ایک) رسول ہے اور اُس کا کلمہ ہے جو اُس نے مریم پر نازل کیا اور اُسکی طرف سے ایک رُوح ہے۔
 جاننا چاہیے کہ کسی وجود سے اگر رُوح نکال لی جائے تو وہ مردہ ہو جاتا ہے اور اگر کسی مردہ میں رُوح ڈال دی جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ رُوح کے ذریعہ ہی زندگی ملتی ہے اور رُوح کے نکلنے سے ہی کوئی مردہ بنتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم کو اپنی رُوح بھی قرار دیا ہے اور اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا لقب رُوح اللہ تھا۔

قارئین کرام کو واضح رہے کہ محمدی مریم اور امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد چولہ ہوشیار پور میں جس نشان رحمت کی بشارت بخشی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے الہامی پیشگوئی میں زکی غلام فرمایا ہے۔ خاکسار اکثر اپنے مضامین اور اپنے خطبات اور تقاریر میں یہ بیان کر چکا ہے کہ

حضرت مرزا غلام احمدؒ کو چلہ ہوشیار پور میں جس نشانِ رحمت اور زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی۔ محمدی مریم کے الہامی کلام میں اسی وجود کو **کلمۃ اللہ، مسیحی نفس اور عیسیٰ** بھی فرمایا گیا ہے۔ دو ہزار سال پہلے کنواری موسوی مریم کو بھی اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ فرشتہ نے ایک زکی غلام (**غُلاماً زَكِيًّا**) کی بشارت دی تھی۔ فرشتہ نے مریم کو بتایا تھا کہ یہ زکی غلام لوگوں کیلئے ایک نشان اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے رحمت (**وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا**) ہوگا اور یہ ایک ایسی بشارت ہے جو کہ قطعی اور اٹل (**وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا**) ہے۔ یہ سب حقائق سورہ مریم کی آیات ۲۰، ۲۱، ۲۲ میں موجود ہیں۔ سورہ ال عمران میں اسی موسوی زکی غلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کلمہ (**إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ**) اور اسے مسیح عیسیٰ ابن مریم (**اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ**) نام دیا ہے۔

[۱] خاکسار نے درج بالا چند ثبوت اس لیے فراہم کیے ہیں تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ جس نشانِ رحمت اور زکی غلام کی محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؒ کو چلہ ہوشیار پور میں بشارت دی گئی تھی۔ یہ زکی غلام موسوی زکی غلام یا موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم کا کامل ظل یا مثیل یا کاپی (copy) ہوگا۔ دونوں میں یہی فرق ہے کہ اول موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم تھا اور ثانی محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ جس طرح موسوی زکی غلام (مسیح عیسیٰ ابن مریم) بد بخت اور مغضوب علیہ یہودیوں میں نازل ہوا تھا۔ کامل مماثلت کیلئے ضروری تھا کہ محمدی زکی غلام (مسیح عیسیٰ ابن مریم) کا نزول بھی یہودی صفت لوگوں یا جماعت میں ہوتا اور بعینہ ایسا ہی ہوا ہے۔ آج جب ہم دیکھتے ہیں تو محمودی یا قبرستانی جماعت احمدیہ (جس میں محمدی مریم کا موعود زکی غلام نازل ہوا ہے) اور دو ہزار سال پہلے والی یہودی جماعت (جن میں موسوی زکی غلام نازل ہوا تھا) میں کوئی ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے۔ دو ہزار سال قبل یہودیوں نے نظم و ضبط کے ذریعہ اپنے آپ کو نہ صرف منظم کیا ہوا تھا بلکہ غیر یہودیوں سے اپنے آپ کو الگ تھلگ بھی کر رکھا تھا۔ انکے دل سخت (**ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ** - بقرہ - ۷۵) ہو چکے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب بڑھکا (**وَبَأَوْوَأُ بَغْضٍ مِّنَ اللَّهِ**) کیونکہ یہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے نشانوں کا انکار کرتے تھے بلکہ نبیوں کو بھی ناحق قتل (**وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ**) کیا کرتے تھے۔ جبر و استبداد اور اخراج اور مقاطعہ کے ذریعہ انہوں نے اپنے آپ کو غیروں سے الگ تھلگ کر کے ایک بند جماعت یا گروہ (closed community) بنایا ہوا تھا۔ **می تو اندشد یہودی می تو اندشد مسیح** کے محاورے کے مطابق جب کوئی قوم یا جماعت یہودی رنگ میں رنگین ہو جاتی ہے تو پھر ایسی قوم میں اللہ تعالیٰ مسیحی انفاس وجود بھی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ چلہ ہوشیار پور میں محمدی مریم پر نازل ہونے والے الہامی کلام میں زکی غلام کے متعلق فرماتا ہے:۔۔۔ ”وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے **مسیحی نفس** اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔“

زکی غلام سے متعلقہ الہامی پیشگوئی ہمیں بتا رہی ہے کہ جس جماعت میں محمدی موعود زکی غلام نے بطور مسیح عیسیٰ ابن مریم نازل ہونا تھا اس جماعت کو بعض دنیا دار، اقتدار پرست اور سفاک قسم کے لوگوں نے یقیناً یہودی نمائند بنا دینا تھا۔ آج محمودی جماعت احمدیہ اور دو (۲) ہزار سال پہلے والی یہودی جماعت (**ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ** - بقرہ - ۷۵) کے درمیان تقابل کر کے دیکھیں تو آپ کو جماعت احمدیہ محمود، یہودی جماعت کا ہو بہو چہرہ نظر آئے گی۔ وہی جبری طور طریقے، وہی رنگ ڈھنگ، وہی نظم و ضبط، وہی یہودیانہ تحریف اور کلمات کا اَدل

بدل، وہی مسلوں یعنی مجددین کا شدید انکار اور مخالفت، وہی عام یہودیوں کی طرح اسیری اور وہی اخراج اور مقاطعہ کے طور طریقے وغیرہ [۲] امام مہدی حضرت مرزا غلام احمدؒ کی جماعت احمدیہ کو آپ کے بعد آپکی جسمانی اولاد نے ایک قبرستان یا زندہ درگور لوگوں کی جماعت میں بدل دینا تھا جس کا ذکر چلہ ہوشیار پور کے دوران نازل ہونیوالی الہامی پیشگوئی میں بھی موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ملہم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔۔۔۔۔ ”اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجے سے نجات پائیں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔“

کنواری مریم کے بطن سے موسوی زکی غلام کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے کُن کے نتیجے میں معجزانہ طور پر ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسکی پیدائش کو آدم کی پیدائش کے مشابہ (ال عمران ۶۰) قرار دیا ہے۔ بعینہ محمدی مریم کی مردہ یا قبرستانی جماعت میں سے بھی کسی خوش نصیب مردہ کو اللہ تعالیٰ نے موسوی زکی غلام کی طرح اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور محمدی مریم علیہ السلام کی دُعاؤں کی قبولیت کے نتیجے میں اپنے کُن کے نتیجے میں معجزانہ زندگی بخشی تھی۔ واضح رہے کہ مردہ کی بھی رُوح ہی واپس آیا کرتی ہے جیسا کہ محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؒ کے خواب میں ایک مردہ کی رُوح ہی واپس آئی تھی جس کے نتیجے میں وہ مردہ زندہ ہو کر محمدی مریم کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا۔ اسی طرح قبرستانی جماعت میں قبروں میں دبے پڑے زندہ درگور احمدیوں میں سے بھی کسی خوش نصیب مردے کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور روحانی فیض اور محمدی مریمؑ کی دُعا کے نتیجے میں ایک نئی رُوح (ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے) بخش کر اُسے ایک نئی روحانی زندگی بخشی تھی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کنواری موسوی مریم کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ (وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ) کیساتھ موسوی زکی غلام (مسیح عیسیٰ ابن مریم) کو پیدا کر دیا تھا۔ اسی طرح امام مہدی حضرت مرزا غلام احمدؒ کی جماعت احمدیہ (جس کو آپ کے بعد بعض دنیا پرست اور اقتدار پرست لوگوں نے ایک قبرستان میں بدل دینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبرستان نما جماعت) میں سے بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور محمدی مریمؑ کی دُعاؤں کے صدقے ایک خوش نصیب مردے کو ایک نئی رُوح عنایت فرما کر اُسے اپنی زبردست طاقتوں (کُنْ فَيَكُونُ) کیساتھ زندہ کر دینا تھا۔ جیسا کہ محمدی مریم امام مہدی حضرت مرزا غلام احمدؒ چلہ ہوشیار پور میں الہامی پیشگوئی کے نزول کے ایک ماہ بعد بذات خود اپنے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو لکھے گئے ایک اشتہار بعنوان ”اشتہار واجب الاظہار“ میں اس واقعہ پر اسی طرح روشنی ڈالتے ہیں:-

”اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ (الہامی پیشگوئی مصلح موعود) صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانہ نے ہمارے نبی کریم رُوف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الہی میں دعا کر کے ایک رُوح واپس منگوا یا جاوے۔۔۔۔۔ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی با برکت رُوح بھیجے کا وعدہ فرمایا (میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں

اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ ناقل) جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام دنیا پر پھیلیں گی۔ سواگرچہ بظاہر یہ نشان اُحیاء موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صد ہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی رُوح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک رُوح ہی منگوائی گئی ہے مگر اُن رُوحوں اور اس رُوح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مُرد ہیں (یا آجکل جماعت محمودیہ میں جو مُرد ہیں۔ ناقل) وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۳-۱۱۵)

محمدی مریم اور امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد کے مذکورہ بالا اقتباس کے حوالہ سے خاکسار قارئین کے آگے چند گزارشات پیش کرتا ہے۔
[اولاً] واضح رہے کہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں حضورؐ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دینے لگے **نشانِ رحمت اور زکی غلام** کے کے حوالہ سے ہی بتایا تھا۔

[ثانیاً] مذکورہ بالا اقتباس اس حقیقت پر گواہ ہے یا قطعی دلیل ہے کہ چلہ ہوشیار پور میں اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمد کی دعائیں سن کر آپؐ کو جو مقدس اور بابرکت رُوح واپس بھیجے گا وعدہ فرمایا تھا جیسا کہ مذکورہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے۔ وہ **مقدس اور بابرکت رُوح نشانِ رحمت یا زکی غلام** کی ہی تھی۔

[ثالثاً] جیسا کہ خاکسار نے مضمون کے شروع میں حضورؐ کے نوجوانی کے ایک خواب کا ذکر کیا ہے جس میں ایک مردہ آنحضرت ﷺ کی برکت سے زندہ ہو کر محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمد کے پیچھے آکھڑا ہوتا ہے۔ مردہ کے زندہ ہونے کے بعد اُس میں کچھ کمزوری تھی۔ نبی پاک ﷺ نے ایک معجزانہ پھل کو کاٹ کر اُسکی ایک کاش محمدی مریم کو دی تاکہ وہ اسے زندہ ہونے والے مردہ کو دیں تاکہ وہ اس سے قوت پائے۔ اور پھر محمدی مریم نے جب آنحضرت ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے کاش لے کر اُسے دی تو اُسکے کاش کھانے کے بعد آنحضرت ﷺ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مقام سے بہت ہی بلند ہو گئی اور ساتھ ہی آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک چمکنے لگی جو کہ دین اسلام کی تازگی اور ترقی پر دلالت تھی۔

[رابعاً] حضورؐ کے مذکورہ بالا اقتباس سے یہ حقیقت بھی قطعی طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ محمدی مریم نے نوجوانی میں دیکھے گئے خواب میں جو مردہ دیکھا تھا اور وہ جو آنحضرت ﷺ کے معجزہ سے زندہ ہو کر آپؐ کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا۔ یہ وہی مردہ تھا جسے چلہ ہوشیار پور میں محمدی مریم کی دعاؤں کے جواب میں اُسے بطور نشانِ رحمت اور زکی غلام کے بخشا گیا تھا۔

[خامساً] آنحضرت ﷺ کا فرمودہ ہے کہ ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرَفُو عَا قَالَ لَنْ يَهْلِكَ أُمَّةٌ أَكْفَى أَوْلِيهَا وَعَيْسَى بَنُ مَرْيَمَ فِي آخِرِهَا وَالْبَهْدِيُّ وَسَطَهَا۔“ (کنز العمال ۲ / ۱۸۷ - جامع الصغير ۲ / ۱۰۴ بحوالہ حدیقتہ الصالحین صفحہ ۴۰۲) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مذکورہ بالا فرمودہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد نزول فرمانے والے جس عیسیٰ ابن مریم ذکر فرمایا تھا۔ اُمت محمدیہ میں نزول فرمانے والا محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمد کے خواب میں وہی مردہ تھا جس کی روح چلہ ہوشیار پور میں محمدی مریم کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں اُسے واپس بخشی گئی تھی۔

[سادماً] محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمد کی جماعت کو آپ کے بعد آپ کی اولاد اور کچھ دنیا دار اور دنیا پرست نام نہاد احمدیوں نے ایک قبرستان میں بدل دینا تھا۔ اور انہی زندہ درگور احمدیوں میں سے ایک خوش نصیب مردہ احمدی میں اللہ تعالیٰ نے روح ڈال کر اُسے زندگی بخشی تھی جس کا خاکسار گذشتہ سطور میں ذکر کر آیا ہے۔

[سابعاً] اسی مردہ یا اسی زکی غلام یا اسی محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم نے جب اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے (بذریعہ اپنی روحانی ماں حضرت مرزا غلام احمد) ایک معجزانہ پھل کی ایک معجزانہ قاش کھائی تو وہ **علم و معرفت** سے بھر دیا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اسی علم و معرفت کے حوالہ سے اپنے الہامی کلام میں اس طرح فرماتا ہے:-

”وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دل بند گرامی ارجمند۔ مَطْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَطْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللَّهَ نَزَلَ مِنْ السَّمَاءِ۔“

قارئین کرام:- یہی وہ کامل علم اور کامل معرفت ہے جو اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ ”Virtue is God“ کے ذریعہ انشاء اللہ تعالیٰ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت کو کمال تک پہنچا دے گی بلکہ لِيُظْهَرَ كُ عَلَى الدِّينِ كَلِّهِ کے وعدہ کے مطابق دین اسلام کو بھی تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے گی۔ یہی وہ الہی نظریہ ہے جو نہ صرف یورپ کو سچے خدا کا پتہ دے گا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی نظریہ کے ذریعہ دین اسلام کی سچائی کا سورج بھی مغرب سے طلوع ہوگا۔

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار
کیا کروں تعریف حسن یار کی اور کیا لکھوں
اک ادا سے ہو گیا میں سیل نفس دوں سے پار
اس قدر عرفاں بڑھا میرا کہ کافر ہو گیا
آنکھ میں اُس کی کہ ہے وہ دور تر از سخن یار
اس رُخ روشن سے میری آنکھ بھی روشن ہوئی
ہو گئے اسرار اُس دلبر کے مجھ پر آشکار
قوم کے لوگو!! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیِ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
کیا تماشا ہے کہ میں کافر ہوں تم مومن ہوئے
پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وہ مقبولوں کا یار
مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

[۳] حضرت مرزا صاحب کے خواب میں جو کتاب آپ کے ہاتھ میں تھی۔ یہ وہی آپ کی شہرہ آفاق کتاب ”برائین احمدیہ“ تھی۔ محمدی مریم

نے چلہ ہوشیار پور میں جو دعائیں مانگی تھیں۔ آپ کی یہی دعائیں مذکورہ کتاب کا رنگ اختیار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں پہنچی تھیں اور دراصل محمدی مریم کی چلہ ہوشیار پور کی دعائیں ہی تھیں جو کتاب کا روپ دھار کر پھل بنی تھیں۔ اسی پھل کی ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دکھائی اور باقی قاشیں محمدی مریم کے دامن میں ڈال دیں۔ محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر انہی قاشوں میں سے ایک قاش نئے زندہ ہونے والے مردہ یعنی نشانِ رحمت یا زکی غلام کو دی تھی۔

[۴] نوجوانی کے آیام میں محمدی مریم نے اپنے خواب میں ایک مردہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے زندہ ہوتے دیکھا تھا اور وہ مردہ زندہ ہو کر آپ کے پیچھے آکھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم کو اُسکے خواب میں جو اُسے مردہ کے زندہ ہونے کا نظارہ دکھایا گیا تھا۔ محمدی مریم کے خواب میں مردہ کے زندہ ہونے کا یہی نظارہ خاکسار نے اپنے وجود میں پورا ہوتا ہوا کس طرح دیکھا؟ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایم اے کے امتحانات کے بعد نومبر اور دسمبر ۱۹۸۳ء میں خاکسار نے ایک ریسرچ پیپر لکھنے کی خاطر احمدیہ ہوسٹل دارالاحمد لاہور میں ستر اعلیٰ علمی تصور نیکی علم ہے، پر غور و فکر شروع کر رکھا تھا لیکن قریباً چھ ہفتے کے میرے شب و روز کے غور و فکر اور ذہنی کاوشوں کا نتیجہ صفر تھا۔ پھر وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں کوئی مبارک جمعہ کا دن تھا۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر میں نے اپنے کمرہ میں آکر ”نیکی علم ہے“ پر پھر از سر نو غور و فکر شروع کر دیا لیکن اس وقت میں اپنے غور و فکر کی وجہ سے بہت تھک چکا تھا۔ اسی حالت میں خاکسار کے دل میں ایک خیال آیا (اُس وقت میں نے اسے خیال ہی سمجھا تھا جبکہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں یہ ایک الہامی تحریک ہوئی تھی جس کی مجھے اُس وقت کوئی خبر نہیں تھی) کہ میں اپنی اس علمی الجھن کا حل اپنے رب سے کیوں نہ پوچھوں؟ فارسی کی ایک مثل ہے کہ رحمت حق بہانہ می جوید۔ خدا کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی جو چادر خاکسار پر اوڑھائی ہے۔ اس کیلئے خاکسار کی مذکورہ علمی الجھن محض ایک بہانہ بنی تھی۔ اسکے معاً بعد خاکسار اپنی چار پائی پر قبلہ رخ ہو کر بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہو گیا اور میں نے سجدہ میں ان مقبول الہامی دعاؤں کو پڑھنا شروع کر دیا۔

(۱) رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ (سورۃ طہ۔ ۱۱۵ / تذکرہ صفحہ ۳۱۰)۔ اے میرے رب! مجھے میرے علم میں زیادتی عطا فرما۔

(۲) رَبِّ عَلِّمْنِي مَا هُوَ خَيْرٌ عِنْدَكَ۔ (تذکرہ صفحہ ۵۵۸) اے میرے رب! مجھے وہ کچھ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔

(۳) رَبِّ اَرِنِي اَنْوَارَكَ الْكُلِّيَّةَ۔ (تذکرہ صفحہ ۵۳۴) اے میرے رب! مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھلا جو محیط کل ہیں۔

(۴) رَبِّ اَرِنِي حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۳) اے میرے رب! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

(۵) اے اَزلی ابدی خدا! مجھے زندگی کا شربت پلا۔ (تذکرہ صفحہ ۶۰۰)

سجدہ میں چند منٹ دعائیں پڑھنے کے بعد ہی خاکسار کو سجدہ میں پتہ چل گیا کہ میرے خدا نے میری دعاؤں کو سن لیا ہے۔ اور سجدہ میں ہی خاکسار کی علمی حالت بدل گئی۔ جناب خلیفہ رابع صاحب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی وفات کے موقعہ پر سجدے کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ۲۲ نومبر ۱۹۹۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں :-

”سجدے کا رفعتوں سے تعلق ہے رفعت (راء کی زیر کیساتھ) لفظ عربی میں تو ہے مگر اردو میں بعض لوگ رفعت (راء کی زیر کیساتھ) بھی کہہ دیتے ہیں۔ اس لیے میں رفعت بھی کہہ دیا کرتا ہوں مگر اصل لفظ رفعت ہے۔ تو رفعتیں جو انسان کو عطا ہوتی ہیں ان کا انکساری سے گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ سجدے میں ”ربی الاعلیٰ“ کی دعا سکھائی گئی ہے۔ رب سب سے اعلیٰ ہے اور مراد یہ ہے کہ تم نے اس کے حضور جب ماتھا ٹیک دیا ہے۔ جتنا نیچے ہو سکتے تھے ہو گئے ہو۔ اب رب اعلیٰ کو یاد کرو تو تم اس سے فیض پاؤ گے اور رفعتیں حاصل کر نیو الا اتنا ہی زیادہ جھکتا چلا جاتا ہے۔ یہ دونوں مضمون لازم و ملزوم ہیں۔ سب سے زیادہ انکسار دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے اور سب سے زیادہ رفعتیں آپ کو عطا ہوئی ہیں۔“

قارئین کرام:- جب خاکسار سجدہ سے اٹھا تو اسی وقت خاکسار کو حق الیقین ہو گیا تھا کہ اب میں سجدہ میں جانے والا عبدالغفار نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بدل کر کوئی اور انسان بنا دیا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب خاکسار کو الہامی پیشگوئی مصلح موعود کی کوئی خبر نہیں تھی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ خاکسار نہ تو زندگی میں کبھی مذہب کا طالب علم رہا ہے اور نہ ہی میں نے کبھی احمدیت کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ دیگر احمدیوں کی طرح خاکسار بھی ایک مخلص پیدائشی احمدی تھا۔ بعد ازاں مجھے علم ہو گیا کہ خاکسار کو سجدہ میں ہی رب قدر نے اپنی زبردست (کُنْ فَيَكُونُ) طاقتوں کیساتھ موعود کی مسیح الزماں بنا دیا تھا۔ خاکسار اپنے سجدہ کے اس واقعہ کو محمدی مریم کے مذکورہ خواب میں زندہ ہونے والے مردہ کے (اپنی روحانی ماں کے توسط سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں معجزانہ طور پر بننے والے پھل کی قاش کھانے سے تشبیہ دیتا ہے۔ خاکسار اپنے رب کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ محمدی مریم کے مذکورہ خواب میں مردہ کے قاش کھانے کا روحانی واقعہ خاکسار کے مبارک سجدہ کا رنگ اختیار کر گیا تھا۔ مبارک سجدہ سے اٹھنے کے بعد خاکسار نہ صرف روحانی طور پر بدل گیا بلکہ میرے جسم میں بھی ایک تبدیلی ظاہر ہو گئی۔ وہ یہ کہ سجدہ سے اٹھنے کے بعد فوراً خاکسار کے چہرے کے دونوں طرف میرے کانوں کیساتھ دو موٹی موٹی رگیں ابھر آئیں۔ یہ دونوں رگیں اتنی بڑی بڑی تھیں کہ جب میں انہیں ہاتھ لگا کر دیکھتا تھا تو خوف زدہ ہو جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میں ان دنوں سوچنے لگ گیا تھا کہ شاید اب میں دنیا میں زیادہ عرصہ زندہ نہ رہوں۔ ۳۱ جنوری ۱۹۸۴ء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوچنے گئے اس مشن کیساتھ خاکسار دارالحمہ چھوڑ کر واپس ربوہ اپنے گھر آ گیا تھا۔ خاکسار نے اپنے گھر میں کسی کو اس واقعہ سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات نہ عام انسانوں کو بتانے والے ہوتے ہیں اور نہ ہی عام انسان اس قسم کے روحانی واقعات کی گہرائی کو سمجھ سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے میرا گھر تو ویسے ہی ایک بے علم گھر نہ تھا۔ لیکن اس روحانی واقعہ کا خاکسار پر اتنا اثر ہو چکا تھا یا اس روحانی واقعہ نے مجھے اتنا بدل دیا تھا کہ میرے بعض قریبی لوگوں نے مجھے کہا ”عبدالغفار اب تو بہت بدل چکا ہے“۔ جب خاکسار کو اپنی زندگی کے خاتمہ کا غم زیادہ لاحق ہو گیا تو پھر ۱۹۸۴ء کی پہلی ششماہی میں خاکسار کو ایک خواب میں ایک برگزیدہ فرشتہ نے میری زندگی کے حوالہ سے مجھے ۲۰۲۸ء کی تاریخ بتائی۔ وہ جو دو موٹی رگیں میرے دونوں کانوں کیساتھ ابھری تھیں بعد ازاں مبارک سجدہ کے چھ ماہ بعد آہستہ آہستہ وہ خود بخود ہی ختم ہو گئیں۔

آخر میں خاکسار عرض کرتا ہے کہ سورہ صف کی آیت ۱۰ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام کی فتح اور غلبے کا جو وعدہ

فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی عظیم الشان فتح اور غلبے کا یہ وعدہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا۔ لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی سے کیا گیا کوئی وعدہ اپنے نبی کے وجود میں ہی پورا فرمادیتا ہے اور بعض اوقات اُسکے کسی غلام کے وجود میں بھی پورا فرمادیا کرتا ہے اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیصری و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں لیکن یہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے تھے۔ اسی طرح میں نے پڑھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً خواب کے عالم میں عمر بن ہشام (ابو جہل) کو جنت کے انگوروں کا ایک خوشہ دیا تھا لیکن یہ پیشگوئی بعد ازاں اُسکے بیٹے عکرمہ کے وجود میں پوری ہوئی تھی وغیرہ۔ دین اسلام کی فتح اور غلبے کی پیشگوئی کے حوالہ سے ارادہ الہی یہی تھا کہ وہ آئندہ زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض اور برکت کی بدولت آپکے غلاموں کے ذریعہ پوری ہو۔ اسی مضمون یا اسی نکتہ کی تشریح فرماتے ہوئے بانئے جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:-

”ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ظاہر پر ہی ان بعض حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں محمول کیا جاوے تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل مُتَّبِع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو اور ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ متبعین کے ذریعہ سے بعض خدمات کا پورا ہونا درحقیقت ایسا ہی ہے کہ گویا ہم نے اپنے ہاتھ سے وہ خدمات پوری کیں۔ بالخصوص جب بعض متبعین فنا فی الشیخ کی حالت اختیار کر کے ہمارا ہی رُوپ لے لیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اُنہیں وہ مرتبہ ظلی طور پر بخش دیوے جو ہمیں بخشا۔ تو اس صورت میں بلاشبہ اُنکا ساختہ پر داختہ ہمارا ساختہ پر داختہ ہے کیونکہ جو ہماری راہ پر چلتا ہے وہ ہم سے جدا نہیں اور جو ہمارے مقاصد کو ہم میں ہو کر پورا کرتا ہے وہ درحقیقت ہمارے ہی وجود میں شامل ہے۔ اسلئے وہ جزو اور شاخ ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کی پیشگوئی میں بھی شریک ہے۔ کیونکہ وہ کوئی جدا شخص نہیں۔ پس اگر ظلی طور پر وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پاوے اور موعود میں بھی داخل ہو تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ گوسیح موعود ایک ہی ہے مگر اس ایک میں ہو کر سب موعود ہی ہیں کیونکہ وہ ایک ہی درخت کی شاخیں اور ایک ہی مقصد موعود کی روحانی یگانگت کی راہ سے متمم و مکمل ہیں اور اُن کو اُنکے پھلوں سے شناخت کرو گے۔“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۶ تا ۳۱۷)

اختتامیہ۔۔۔۔۔ قارئین کرام اور عزیزم محمد ناصر اللہ صاحب۔ محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کے مذکورہ خواب میں زندہ ہو کر آپکے پیچھے کھڑے ہونے والا مردہ دین اسلام کی بجائے چلہ ہوشیا پور میں حضورؐ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بخشا گیا مبشر اور موعود نشانِ رحمت تھا۔ آپ بھی اور دنیا بھی جانتی ہے کہ خاکسار کے دعاوی موعود نشانِ رحمت، موعودز کی غلام مسیح الزماں اور موعود محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہونے کے ہیں۔ اپنے ۲۱ ستمبر ۲۰۱۸ء کے خطبہ جمعہ میں خاکسار نے یہ جو کہا تھا کہ محمدی مریم کے مذکورہ خواب میں زندہ ہونی والا مردہ خاکسار تھا۔ تو میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؑ کے خواب میں جو مردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے زندہ ہو کر آپ کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا وہ موعود نشانِ رحمت، وہ موعودز کی غلام مسیح الزماں اور وہ موعود محمدی مسیح عیسیٰ ابن مریم خاکسار ہی تھا۔

اور اس کا اثبات حضورؐ کے ”اشتہار واجب الاظہار“ کے اس حوالہ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۴-۱۱۵) میں موجود ہے۔ علاوہ اسکے آپ نے یہ جو سوال اٹھایا تھا کہ حضورؐ نے یہ جو فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اب ”اسلام کو آپکے ہاتھ پر زندہ کرے گا“ تو آپکے بقول حضورؐ کے اسلام کو زندہ کرنے سے مراد آپکا دین اسلام کی تجدید (revive) کرنا تھا۔ خاکسار نے آپکے اس اعتراض کو بھی حضورؐ کی کتاب تریاق القلوب کے اس حوالہ (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحات ۲۳۱ تا ۲۳۲-حاشیہ) سے کلیۃً غلط ثابت کیا ہے کہ حضورؐ کی دین اسلام کے زندہ کرنے سے مراد آپکا دین اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرنا تھا اور اسی کا ذکر آپؐ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں فرمایا ہوا ہے۔ اُمید ہے خاکسار کے اس مضمون میں آپکی طرف سے اٹھائے گئے دونوں سوالوں کا آپ کو مدلل، مؤثر اور مفصل جواب مل گیا ہوگا۔ ایک بار پھر خاکسار اپنے دعویٰ موعودز کی غلام مسیح الزماں کے حوالہ سے آپکی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ اگر آپ یا جماعت احمدیہ قبرستان کا نام نہاد خلیفہ یا کوئی مولوی مذکورہ نشان رحمت یا زکی غلام کا حضورؐ کے گھر میں بطور جسمانی لڑکا پیدا ہونا ثابت کر دے تو اسکے بعد خاکسار کے دعوے کا جواز ہی ختم ہو جائے گا اور ہمیں غیر متعلقہ اور غیر ضروری مباحث میں الجھنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ خاکسار اپنی بات کو حضورؐ کے ان دو عربی اشعار پر ختم کرتا ہے۔

إِنِّي لَقَدْ أَحْيَيْتُ مِنْ أَحْيَائِهِ - وَاهَا لِإِعْجَازِ فَمَا أَحْيَانِي
يَا رَبِّي صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ دَائِمًا - فِي هَذِهِ الدُّنْيَا وَبَعَثْ ثَانٍ

بے شک میں آپ ﷺ کے زندہ کرنے سے ہی زندہ ہوا ہوں۔ سبحان اللہ! کیا اعجاز ہے اور مجھے کیا خوب زندہ کیا ہے! اے میرے رب! اپنے نبی ﷺ پر ہمیشہ درود بھیجتا رہ۔ اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی۔ والسلام

خاکسار

مرد حق کی دُعا (اَسَدُ اللّٰهِ)

عبدالغفار جنبہ۔۔ کیل، جرمنی

موعودز کی غلام مسیح الزماں (موعود مجر د صدی پانزدہم)

آزادی سب کیلئے۔۔۔ غلامی کسی کیلئے نہیں

مورخہ ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۸ء

☆☆☆☆☆☆☆☆